

إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھنے کا اسلامی حکم

(تقریر نمبر 2)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمُ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ (البقرہ: 157)

یعنی ان لوگوں کو جن پر جب کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ کہتے ہیں ہم یقیناً اللہ ہی کے ہیں اور ہم یقیناً اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

اُسے	دے	چکے	مال	و	جان	بار	بار
ابھی	خوف	دل	میں	کہ	ہیں	نا	بکار
لگاتے	ہیں	دل	اپنا	اس	پاک	سے	
وہی	پاک	جاتے	ہیں	اس	خاک	سے	

معزز سامعین! میں کل اپنی تقریر میں **إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ** کے بر محل استعمال اور اس کے مبارک نتائج پر بات کر رہا تھا اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات پر بات ختم کی تھی۔ اسی مضمون آگے بڑھاتے ہوئے میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا ہی اس سلسلہ میں ایک اقتباس پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں۔

”**إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ** کے پیغام کو سمجھنا چاہئے۔ ہمیں یہ نصیحت ہے کہ جب کسی جان کا یا مال کا نقصان ہو تو **إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ** پڑھیں۔ اس کا پیغام بالعموم لوگ سمجھتے نہیں اور بالعموم رجحان یہ ہوتا ہے کہ **إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ**۔ جو چیز تمہارے ہاتھ سے ضائع ہو گئی یا نکل گئی حالانکہ یہ **إِنَّا لِلَّهِ** اپنے اوپر پڑھا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ **إِنَّهُ لِلَّهِ وَإِنَّهُ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ**۔ جو چیز تمہارے ہاتھ سے نکلی ہے وہ اللہ کی تھی وہ اللہ کی طرف لوٹنی ہی تھی پھر کیا غم ہے؟۔ فرماتا ہے یہ پڑھا کرو **إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ** ہم اللہ کے ہیں اور لازماً اس کی طرف لوٹ کر جائیں گے۔ پس ہر موت انسان کو زندگی کا پیغام دے رہی ہوتی ہے کوئی نقصان کا پیغام نہیں دے رہی ہوتی ہے اگر آپ **إِنَّا لِلَّهِ** کے پیغام کو سمجھ جائیں تو دراصل یہ **إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ** مرنے والے پر نہیں بلکہ زندہ رہنے والے پر پڑھا جا رہا ہے۔ وہ خود اپنے اوپر پڑھ رہا ہے اور اپنے آپ کو یہ سمجھانے کی کوشش کرتا ہے کہ یہ تو چلا گیا جس نے جانا تھا اس نے خدا کی تقدیر کے سامنے سر خم کر دیا لیکن میں نے بھی جانا ہے اس کی تیاری کے وقت ختم ہو چکے ہیں اور یہ کچھ بھی نہیں کر سکتا لیکن میرے لئے ابھی کچھ وقت باقی ہے۔ پس وہ انجام جس کو آپ اپنی آنکھوں کے سامنے غیب کی صورت میں دیکھ رہے ہیں **إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ** آپ کو یہ متوجہ کرتا ہے یہ تمہارا بھی انجام ہو گا ایک دن تم بھی اس طرح جان دے رہے ہو گے یادے چکے ہو گے اور لوگ **إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ** پڑھ رہے ہوں گے اور ان بچاروں کو غفلت کی حالت میں پتا نہیں ہو گا کہ یہ **إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ** اس پر تو نہیں بلکہ ہمیں اپنے اوپر پڑھنا چاہئے پس **إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ** کا پیغام یہ ہے کہ اے خدا! ہم سمجھ گئے ہم نے اس حقیقت کو پالیا کہ ہم تیرے ہی ہیں تجھ سے ہی وجود میں آئے تھے **لِلَّهِ** کا مطلب صرف یہ نہیں کہ تیرے ہیں بلکہ یہ ہے کہ تجھ سے ہی پیدا ہوئے، تیری ہی ذات حقیقی اور دائمی ہے اس کے سوا کچھ بھی نہیں جو کچھ وجود میں آتا ہے وہ تجھ سے وجود میں آتا ہے اور جو خالق ہے وہی مالک بھی ہو کرتا ہے۔ پس **إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ** میں یہ ساری باتیں شامل ہیں کہ اے خدا! ہم اس لئے تیرے ہیں کہ تیرے ہی سے وجود میں آئے ہیں تو نے عدم سے ہمیں وجود کی خلعت بخشی اور ہمارا تجھ سے جدائی کا سفر ایک دن ختم ہو جائے گا اور پھر لوٹ کر تیری ہی طرف واپس آئیں گے۔ تجھ سے الگ رہ کر جو ہماری

زندگی کا عرصہ گزرا اس عرصہ میں ہم نے جو کچھ پایا کیا اس کا جواب ہم نے تجھے دینا ہے اور کس کیفیت میں جدائی کا یہ عرصہ گزرا اس کیفیت کی طرف اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ آپ کو متوجہ کر رہا ہے اور آپ کو خبردار کر رہا ہے۔ کیا خدا کے ہوتے ہوئے اور خدا کا رہتے ہوئے آپ نے خدا سے علیحدگی کا یہ وقت گزارا یا غیروں کا بن کر یہ وقت گزارتے رہے اگر اس عرصہ میں غیر کے ہو گئے تو پھر کس منہ سے خدا کی طرف واپس جائیں گے۔ یہ پیغام ہے جس کو ہر اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھنے والے کو سمجھنا چاہئے اور اس کے نتیجہ میں اپنے اندر کچھ پاک تبدیلیاں کرنی چاہئیں۔ سب سے پہلے تو یہ شعور بیدار ہونا چاہئے کہ ہم اس دنیا میں جس کے مرضی ہو چکے ہوں حقیقت میں ہم خدا کے ہیں وہی مالک ہے۔ نہ ہم اپنی بیوی کے، نہ اپنی بہن کے، نہ ماں کے، نہ باپ کے نہ بچوں کے جس کے ہیں اسی کی طرف جائیں گے اور جب وہ بلائے گا تو ہمیں اختیار نہیں ہے کہ نہ کر سکیں تو ہم جب دوسروں کے بنتے ہیں تو کیا دوسروں کے بنتے ہوئے خدا کو چھوڑ تو نہیں دیتے؟ کیا خدا سے تعلق قطع کر کے غیروں کے تو نہیں بن رہے؟ اگر ایسی حالت میں غیروں کے بن رہے ہیں تو جب آپ خدا کی طرف جائیں گے تو غیر بن جائیں گے غیر ہو کر جائیں گے اور اس صورت میں آپ خدا کے سامنے جواب دہ بھی ہوں گے اور محاورے کے مطابق فی الحقیقت اسے منہ دکھانے کے لائق نہیں رہیں گے۔ پس ہر موت سے زندگی کا ایک پیغام ملتا ہے اور ہر موت سے ہمیں زندگی کا پیغام حاصل کرنا چاہئے۔ اگر ایک مرنے والا اپنے پیار کرنے والوں کو زندہ کر جائے تو کتنی مبارک موت ہے۔ اگر ان کے اندر زندگی کا ایک شعور بیدار کر جائے اور ان کو یاد دلایا جائے کہ تم نے وہیں آنا ہے جہاں میں جا رہا ہوں لیکن تیاری کر کے آنا۔ اگر مجھ سے غفلت کی حالت میں کچھ دن بسر ہو گئے تو میرے لئے بخشش کی دعا مانگنا لیکن خود اس بات کو خوب باہوش طرح ذہن نشین کر کے رکھنا کہ میں نے بھی آخر خدا کی طرف لوٹنا ہے اس کے سامنے اپنے اعمال کا جواب دینا ہے یہ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ کا جو پیغام ہے یہ بہت ہی زندگی بخش ہے اور موت سے زندگی حاصل کرنے کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بکثرت اور بار بار نصیحت فرمائی ہے۔ آپ کے ملفوظات میں بھی اور کتب میں بھی عام تحریرات میں بھی یہ بات کثرت سے ملتی ہے کہ موت سے سبق سیکھو اور ہمیشہ اس بات کو پیش نظر رکھو کہ تم نے خدا کے حضور حاضر ہونا ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ نظم کہ

اک نہ اک دن پیش ہوگا تو فنا کے سامنے
چل نہیں سکتی کسی کی کچھ قضا کے سامنے

(در ثمین صفحہ 157)

یہی مفہوم پیش کر رہی ہے اور یہی توجہ دلارہی ہے کہ اپنے مرنے کی تیاری رکھو۔ بعض دفعہ نوجوان یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی لمبی زندگی پڑی ہوئی ہے بڑا وقت ہے۔ کچھ دیر دنیا کی عیش کر لیں بعد میں دیکھی جائے گی لیکن موت کی تو خبر ہی کوئی نہیں، اس کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔ خدا جب چاہے جس کو چاہے بلا لے اس لیے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ کا پیغام سمجھنے کے بعد اس دعا کی طرف بھی انسان کی توجہ ہوتی ہے کہ وَتَوَفَّيْنَا مَعَ الْاٰبِرَارِ (آل عمران: 194).... جو شخص موت سے باخبر رہے اُسے زندگی میں ہی ایک نئی زندگی مل جاتی ہے اور اِنَّا لِلّٰهِ کے پیغام کے سمجھنے کے نتیجہ میں ایک انسان عالم بقائیں داخل ہو جاتا ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ کا پیغام آپ کو موت سے ڈراتا نہیں بلکہ موت کے خوف کو مارتا ہے۔ اگر آپ اس پیغام کو پوری طرح سمجھیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ آپ خدا کے ہیں خدا کے ساتھ رہ رہے ہیں اور خدا کے ساتھ رہیں گے اور اسی طرف واپس جائیں گے۔ خدا تعالیٰ کے قرب کا جو دائمی احساس ہے اور اس کا ہو رہنے کا احساس ہے۔ یہ پیغام جو آپ کو ملتا ہے کہ تم اس کے ہو تو اس کے بن کر دکھاؤ۔ یہ ایک ایسا زندگی بخش پیغام ہے جو انسان کو عالم بقائیں لے جاتا ہے۔ موت کی دہلیز اس کی پہلی اور دوسری زندگی میں کوئی فرق نہیں کرتی بلکہ ایک قدم اٹھانے والی بات ہے۔ یہاں سے اٹھا اور دوسری طرف چلا گیا لیکن یہ لوگ ہمیشہ کے لئے زندہ ہو جاتے ہیں۔ پس اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ کے پیغام میں بقا کا پیغام ہے۔

میں نے اپنی بچیوں کو ان کی والدہ کی وفات پر جو باتیں سمجھائیں ان میں ایک بات یہ بھی تھی کہ میں نے بہت غور کیا ہے۔ مجھے موت کا کوئی ڈر خوف نہیں ہے، خدا کے حضور پیشی کا ڈر ہے لیکن موت کا ڈر کوئی نہیں۔ میرے لیے تو بالکل معمولی حیثیت ہے جس طرح آج آئے کل آئے کوئی فرق نہیں پڑتا اگر فکر ہوتی ہے تو صرف ان لوگوں کے غم کی جو پیچھے رہ جائیں گے۔ اس کے سوا مجھے موت کے تصور میں کوئی بھی اجنبیت دکھائی نہیں دیتی، کوئی بھی تکلیف دہ بات نہیں ہے جس کے نتیجے میں پریشان ہوں اور یہ جو پیغام مجھے ملا ہے یہ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ کے نتیجہ میں ملا ہے۔ میں نے جب اس پر غور کیا تو مجھے سمجھ آئی کہ ہم جس کے ہیں کل جب اس کی

طرف لوٹیں گے تو اس وقت اس کے نہیں ہوں گے بلکہ اس لیے لوٹیں گے کہ اس کے ہیں۔ ان دو چیزوں میں فرق ہے۔ اس کی طرف لوٹ کر اس کے نہیں ہوں گے بلکہ ہیں اس لیے لوٹیں گے اور اگر اس کے ہیں اور اس کے باوجود اس کے نہ رہے ہوں تو پھر خوف کا مقام ہے۔ پھر بہت ہی دردناک اور تکلیف دہ صورت حال پیدا ہو جاتی ہے۔ جہاں تک لوٹنے کا تعلق ہے اس انجام کو تو کوئی ٹال ہی نہیں سکتا جو چاہے کر لے۔ بڑے سے بڑا آدمی بھی جائے گا، چھوٹے سے چھوٹا آدمی بھی جائے گا، بوڑھا، بچہ، ہر ایک نے آخر وہاں ضرور جانا ہے۔ بڑے بڑے اطباء جن امراض کے ماہر ہوتے ہیں بسا اوقات اللہ تعالیٰ کی تقدیر ان کو دکھاتی ہے کہ اصل غلبہ میرا ہی ہے اور وہ انہیں مرضوں سے مرتے ہیں جن مرضوں کی شفا میں وہ شہرت پا چکے ہوتے ہیں۔ ہمارے پاکستان کے بڑے بڑے ہارٹ اسپیشلسٹ تھے جو دل کی بیماری سے گئے۔ ان کا علم ان کے کام نہیں آسکا۔ پس شفا کا علم بھی اور دعا بھی یہ دونوں چیزیں موت کے سامنے عاجز آ جاتی ہیں اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ نے جس قوت کے ساتھ اس مضمون کو ہمارے سامنے رکھا ہے اس کا اس سے تعلق ہے تب ہی موت کے وقت اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا جاتا ہے۔ خدا کا ہونا ایک غالب حقیقت ہے اور ایک دائمی حقیقت ہے۔ اس کی ملکیت ہمیشہ باقی رہنے والی چیز ہے۔ باقی سب چیزیں عارضی ہیں اور موت کا ملکیت سے تعلق ہے کیونکہ جس کی اصل ملکیت ہے وہ بالآخر نمایاں ہو کر دکھائی دے گی اور بیچ کے سب دھوکے اڑ جائیں گے جس میں انسان اپنے آپ کو خواہ عارضی طور پر خواہ مستقل طور پر مالک سمجھتا رہا۔ سب ملکیتیں فنا ہو جائیں گی۔ کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔ قرآن کریم نے لَمَلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ کی یہی تعریف فرمائی ہے کہ وَمَا اَذْرٰکَ مَا یَوْمُ الدِّیْنِ۔ ثُمَّ مَا اَذْرٰکَ مَا یَوْمُ الدِّیْنِ۔ یَوْمَ لَا تَنْبَلُکَ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَیْئًا وَالْاَمْرُ یَوْمَئِذٍ لِلّٰہِ۔ (الانفطار: 18 تا 20)۔ تمہیں کیا پتہ کہ یَوْمِ الدِّیْنِ کیا چیز ہے۔ جب ہم مَلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ کہتے ہیں تو خدا فرماتا ہے کہ کبھی سوچا بھی ہے کہ یَوْمِ الدِّیْنِ ہوتا کیا ہے۔ کیسے تمہیں سمجھائیں کہ یَوْمِ الدِّیْنِ کیا ہے؟ یَوْمَ لَا تَنْبَلُکَ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَیْئًا۔ کوئی ذات نہ اپنے لئے، نہ کسی اور کے لئے کسی چیز کی مالک ہوگی، کوئی جان نہ کسی جان کی مالک ہوگی، نہ کسی اور جان کی امین ہوگی نہ اپنے مالک ہوگی۔ نہ اپنے لئے کوئی امانت اپنے پاس رکھتی ہوگی۔ سب کچھ خدا کی طرف لوٹ جائے گا۔ صرف ایک مالک رہے گا اور وہ خدا کی ذات ہے اس کے سوا کوئی مالک نہیں رہے گا۔ جب ملکیتیں ساری فنا ہو جانے والی ہیں تو اسی کا نام موت ہے یعنی غیر اللہ کی ملکیت کی ذات میں موت شامل ہے کیونکہ وہ ملکیت دائمی ہو ہی نہیں سکتی اس لیے کسی کو ہمیشہ کی زندگی نہیں مل سکتی۔

خدا کی طرف لوٹنے کا مطلب اس کی ملکیت کا ادراک کروانا ہے یہ بتانا ہے کہ حقیقی مالک وہی ہے تم اس کی طرف لوٹو گے اور اگر آپ وہ ملکیت چوری کر چکے ہیں۔ مالک نہ ہوتے ہوئے اس کا غلط استعمال کر بیٹھے ہوں اور لوگوں کے مالک بن چکے ہوں اور ان پر ناجائز قبضے کئے ہوں۔ ان کی عزتیں ان کی جانیں ان کے اموال ان کی خوشیاں آپ کے ہاتھ میں محفوظ نہ ہوں اور آپ نے ان پر ناجائز تصرف کر لیے ہوں تو پھر جب مالک حقیقی کے سامنے پیش ہوں گے تو یقیناً جواب دہ ہوں گے۔ پس اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کے اندر بڑے گہرے بڑے تفصیلی زندگی کے پیغام ہیں اور ہر موت مومن کو یہ زندگی بخش جام پلا کر جاتی ہے۔ جب وہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھتا ہے تو یہ اس کا آبِ بقا ہے جسے وہ پیتا ہے لیکن عجیب طرح لوگ پیتے ہیں کہ یہ آبِ بقا ان کو ہضم نہیں ہوتا ان کو یہ پتہ ہی نہیں کہ یہ کیا پانی رہے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ یہ اس مرنے والے کے لئے زہر کا پیالہ تھا جس کا میں ذکر کر رہا ہوں۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ تو گیا اور ختم ہو گیا۔ پس اس سے آگے کچھ نہیں، میں باقی ہوں، بالکل الٹ بات ہے۔ پیغام تو یہ تھا کہ تم باقی نہیں رہو گے اور عارضی طور پر کسی غلط فہمی میں بھی مبتلا نہ ہو جانا۔ یہ جانے والا اس بات کو یقینی بنا کر جا رہا ہے کہ تم بھی نہیں رہو گے آگے اور لازماً تم نے اپنے خدا کی طرف جانا ہے۔ پس اتنی قطعی حقیقت کو بھلا دینا اور اپنی زندگی کو غفلت کی حالت میں بسر کرنا اور ظلم کی حالت میں بسر کرنا بہت بڑا ظلم ہے۔“

(خطبہ جمعہ 10 اپریل 1992ء از خطبات طاہر جلد 11 صفحہ 262-267)

پھر حضورؐ فرماتے ہیں۔

”صبر و صلوة اور شہادت پر تسلیم و رضا کا رد عمل دکھانے والوں کی راہ پر ڈال ایسے لوگوں کی راہ پر ڈال جو ابتلاؤں اور نقصانات پر صبر سے کام لیتے ہیں اور تیرے حضور ہر قسم کی قربانیاں دیتے ہوئے یہ عرض کرتے ہیں کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہ سب کچھ گیا لیکن ہم بھی تو خدا ہی کے ہیں۔ ہم بھی چلے جائیں تو کچھ ہاتھ سے دینے والے نہیں ہوں گے۔ اِنَّا لِلّٰہِ ہم خدا کے تھے اور خدا کے ہیں اور ہم نے بھی تو آخر اسی کے پاس جانا ہے جہاں ہمارا سب کچھ جا رہا ہے۔“

(خطبہ جمعہ 15 اپریل 1991ء از خطبات طاہر جلد 10 صفحہ 298)

سامعین! مکرم مولانا لیتق احمد طاہر صاحب مرحوم مبلغ سلسلہ انگلستان، اِنَّا لِلّٰہِ پڑھنے کے ثمرات کا ذکر کرتے ہوئے اپنے ساتھ بیٹے دو واقعات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ایک واقعہ 1970ء کا ہے میرے ایک عزیز دوست جو مجھ سے بھائیوں کی طرح محبت کرتے تھے یعنی چوہدری بشیر اصغر باجوہ صاحب نے مجھے کہا کہ میرے ایک دوست امریکہ سے آرہے ہیں، وہاں polaroid Camera برطانیہ کے مقابلہ میں کافی سستا ملتا ہے منگوانا ہو تو میں ان سے کہہ کر منگوا سکتا ہوں۔ میں نے یہ کیمرہ منگوا لیا۔ شاید اس کی قیمت 20 یا 25 پونڈ کے برابر تھی جو خاکسار نے ادا کر دی۔ احباب کو یہ علم ہو گا کہ اس کیمرہ کا خُسن یہ ہے کہ 30-40 سینکڑوں میں تصویر بنا دیتا ہے۔

خیر اس سال جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ افریقہ سے واپس تشریف لائے اور لندن میں حضور نے چند ہفتے قیام فرمایا تو شیع کے پروانے سارے یورپ سے لندن آگئے ایک دفعہ کہا میرے عودہ فیملی کے ایک بزرگ اور مکرم مسعود احمد صاحب مشن ہاؤس کے لان (lawn) میں کھڑے تھے۔ باہم محو گفتگو تھے کہ میں نے کہا کہ ذرہ میری طرف توجہ کریں۔ آپ کی ایک تصویر بنا لوں۔ میں نے اپنے کیمرہ سے تصویر بنالی اور ذرہ سے وقفہ کے بعد ان سے او جھل ہو کر تصویر نکال لی۔ بہت خوبصورت تصویر تھی۔ جب عودہ صاحب نے تصویر دیکھی تو سخت حیرت زدہ ہو گئے کہ چند سینکڑوں میں تصویر کیسے بن گئی اور بار بار کہتے تھے۔ هَذَا اِعْجَازٌ۔ هَذَا اِعْجَازٌ۔ کہ یہ تو معجزہ ہے۔ خیر انہوں نے اسی وقت لندن سے اُس کے ساتھ کا پورے رائڈ کیمرہ خرید لیا۔ بڑے صاحب حیثیت تھے۔ آدم بر سر مطلب۔ حضور نے محمود ہال (لندن) کا افتتاح فرمانا تھا۔ لیکن اُس کے سٹیج کی تعمیر کا کام ابھی جاری تھا۔ وقتی طور پر قالین ڈال کر۔ پوچھا پھر دیا گیا تا کیمرہ کی آنکھ یہ کی نمایاں نہ کر سکے۔ خیر افتتاح ہوا۔ بڑی رونق تھی۔ اس گہما گہمی میں عودہ صاحب کا کیمرہ گم ہو گیا۔ اب ایک طرف حضور پُر نور کے ساتھ ہماری مصروفیات۔ دوسری طرف یہ خیال کہ مکرم عودہ صاحب کیا سوچیں گے کہ کیمرہ کون لے گیا۔ چند دوستوں سے خاکسار نے کہا تلاش کریں لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ میں نے عودہ صاحب سے کہا اِنَّا لِلّٰہِ پڑھیں کیمرہ مل جائے گا۔ کہنے لگے کہ ”اِنَّا لِلّٰہِ“ تو اُس چیز پر پڑھتے ہیں جو ہمیشہ کے لئے رخصت ہو جائے۔ میں نے تو اِنَّا لِلّٰہِ نہیں پڑھنا۔ دو ایک دن تک کیمرہ نہ ملا تو میں نے کہا کہ اب آپ میرے کہنے پر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَيْہِ رُجْعُوْنَ پڑھ کر اس کی تاثیر بھی دیکھ لیں۔ انہوں نے میرے اصرار پر سخت مایوسی اور بددلی کے ساتھ اِنَّا لِلّٰہِ بادل نحو استہ پڑھ ہی لیا۔ اب خدا تعالیٰ کی شان کریمی دیکھئے۔ دوستوں کو میں یاد دلا رہا تھا کہ ایک مہمان عرب کا کیمرہ ہے۔ کیمرہ تلاش کریں۔ وہ کہیں یہ تاثر نہ لے کر جائیں کہ کسی احمدی نے کیمرہ اٹھ لیا ہے۔ تیسرے چوتھے دن ایک دوست میرے پاس وہ کیمرہ لے کر آگئے۔ کہنے لگے کہ میں نے سوچا کہ جو قالین کے ٹکڑے اسٹیج کے سامنے ڈال کر وہ حصہ چھپایا ہوا تھا وہ چیک کریں۔ میں نے قالین اٹھا کر دیکھا تو سامنے اسٹیج کے نیچے یہ کیمرہ پڑا ہوا تھا۔ میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور عودہ صاحب کو کیمرہ دیا تو ان کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ میں نے انہیں بتایا کہ افتتاح کے موقع پر آپ نے اسٹیج پر کیمرہ رکھ دیا تھا۔ منتظمین نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی آمد کے موقع پر اٹھا کر نیچے رکھ دیا اور سامنے قالین کے ٹکڑے بچھا دئے۔ الحمد للہ۔

دوسرا واقعہ

جو اِنَّا لِلّٰہِ کی تاثیر کا حیرت انگیز ہے۔ جس کا سوچ کے میں خود حیران ہو جاتا ہوں۔ 2001ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے میری بیٹی قرۃ العین سے فرمایا کہ تم نے جلسہ سالانہ جرمنی میں میرے ساتھ شریک ہونا ہے اور عَلَیْکَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکَ السَّلَامُ والی نظمیں لجنہ کے اجلاس میں میری تقریر سے قبل پڑھنی ہے۔ خیر ہم نے جلسہ میں شرکت کی۔ بیٹی کی نظم نے ہمیں بھی زندہ جاوید کر دیا۔ دوسرے دن بیٹی کی نظم تھی۔ ہم فرینکنتھال (Frankenthal) جرمنی میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ وہاں میری بڑی بہن مکرمہ امینہ خالدہ صاحبہ اور بہنوئی مکرم نعیم اللہ خالد صاحب کے ہاں ہمارا قیام تھا۔ جلسہ کے آخری دن ہم رات کو ٹیکسی پر دیر گئے Frankenthal پہنچے۔ سوئے اتفاق کہ اندھیرے کی وجہ سے میری بیٹی کو اپنا پرس نظر نہ آیا اور پرس وہیں ٹیکسی میں رہ گیا۔ اس میں بیٹی کا زیور اور ہماری حیثیت کے مطابق کافی بڑی رقم موجود تھی۔ گھر پہنچنے کے کچھ دیر بعد کوئی چیز نکالنے کے لئے پرس کی ضرورت پڑی تو یاد آیا کہ پرس تو ٹیکسی میں رہ گیا ہے۔ اب ٹیکسی اسٹینڈ تو وہاں کئی تھے۔ کہاں فون کر کے پوچھیں؟ خاکسار نے کہا۔ چلیں! پہلے مغرب و عشا کی نمازیں پڑھتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے حضور دعا کرتے ہیں۔ نماز میں میں نے وہ آیت پڑھی جس میں ذکر ہے کہ جب مومنوں کا کوئی نقصان ہو جاتا ہے تو وہ نقصان پر اِنَّا لِلّٰہِ پڑھتے ہیں۔ اَلَّذِیْنَ اِذَا اَصَابَتْہُمْ مُصِیْبَةٌ قَالُوْۤا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رُجْعُوْنَ۔

نماز کے بعد دل کو ڈھارس ملی اور تسلی ہوئی۔ میرے بہنوئی نعیم صاحب نے کہا کہ مجھے لگتا ہے کہ یہ ٹیکسی فلاں اسٹینڈ کی تھی۔ میری ہمیشہ نے اُس اسٹینڈ کو فون کیا اور پرس ان کی کسی ٹیکسی میں بھول جانے کا ذکر کیا۔ تو ٹیکسی اسٹینڈ والوں نے توجہ نہ کی۔ اُس کے بعد جب بھی فون کیا۔ اب اُن کے پاس ہمارا نمبر آچکا تھا انہوں نے جواب

دینا بند کر دیا۔ اس سے ہمیں یقین ہو گیا کہ ہمارا پرس انہی کے پاس ہے۔ اس کے بعد میری بہن نے ہمارے ایک موبائل سے فون کیا تو وہ یہ سمجھے کہ کسی کسٹمر Customer کا فون ہے انہوں نے فون اٹھالیا۔ اس پر میری بہن نے انہیں کہا کہ وہ پولیس کو فون کر رہی ہیں اور یہ کہ ہمارا خیال ہے کہ پرس آپ کے پاس ہے۔ چنانچہ پولیس کو اطلاع کر دی گئی۔

خیر رات گزر گئی۔ اگلے دن صبح 8-9 بجے ہمیں پولیس اسٹیشن سے فون آیا، کہ انہیں کسی جگہ سے ایک پرس ملا ہے۔ آپ پولیس اسٹیشن آکر ملیں۔ خیر ہم وہاں گئے انہوں نے پرس کے Contents کے بارہ میں سوال کئے۔ کہ اس میں کیا کیا چیزیں تھیں۔ کرنسی کس کس ملک کی تھی، زیور کون کون سا تھا۔ جب تسلی ہو گئی تو انہوں نے پرس لا کر دیا اور بتایا کہ ایک پارک میں انہیں یہ پرس ملا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ جب ٹیکسی اسٹینڈ کو یقین ہو گیا کہ اب معاملہ الجھ گیا ہے اور اگر پرس ان کے ہاں سے نکل آیا تو انہیں اس جرم کی سزا ہو سکتی ہے تو انہوں نے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا کہ یہ پرس کسی جگہ پھینک آؤ تا ہم پولیس کی گرفت میں نہ آجائیں اور یوں اِنَّا لِلّٰہِ پڑھ کر حضورِ دل سے دعا کرنے کے ثمرات نظر آئے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن۔ 30 جولائی 2021ء)

نقصان پر اِنَّا لِلّٰہِ اور دیگر دعائیں پڑھنا

سامعین! مسجد بیت الفتوح لندن میں آتشزدگی کے بعد استغفار اور دعائیں کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان آیات کی وضاحت فرماتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں۔ ”..... ہم آزما رہے ہیں کہ تم کو کبھی کسی قدر خوف بھیج کر، کبھی فاقہ سے، کبھی مال، جان اور بھلوں پر نقصان وارد کرنے سے۔ مگر ان مصائب شدائد اور فقر و فاقہ پر صبر کر کے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ لَجِعُوْنَ کہنے والے کو بشارت دے دو کہ ان کے واسطے بڑے بڑے اجر، خدا کی رحمتیں اور اس کے خاص انعامات مقرر ہیں۔ دیکھو! ایک کسان کس محنت اور جانفشانی سے قبضہ رانی کر کے زمین کو درست کرتا۔ پھر تخم ریزی کرتا۔ آبپاشی کی مشکلات جھیلتا ہے۔ آخر جب طرح طرح کی مشکلات، محنتوں اور حفاظتوں کے بعد کھیتی تیار ہوتی ہے تو بعض اوقات خدا کی باریک درباریک حکمتوں سے نزالہ باری ہو جاتی یا کبھی خشک سالی ہی کی وجہ سے کھیتی تباہ و برباد ہو جاتی ہے۔ غرض یہ ایک مثال ہے ان مشکلات کی جن کا نام تکالیف قضا و قدر ہے۔ ایسی حالت میں مسلمانوں کو جو پاک تعلیم دی گئی ہے وہ کیسی رضا بالقضا کا سچا نمونہ اور سبق ہے اور یہ بھی صرف مسلمانوں ہی کا حصہ ہے۔“ (ملفوظات جلد 10 صفحہ 413-414 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)۔ پس اس بات کو ہمیں ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے کہ نہ ہمارے اپنے دل میں کبھی یہ خیال آئے کہ خدا تعالیٰ کیوں بڑے بڑے نقصانوں اور ابتلاؤں سے ہمیں گزارتا ہے اور نہ ہی کسی مخالف کے ہنسی ٹھٹھا کرنے یا یہ کہنے پر ہم پریشان ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے تو پھر تمہارا نقصان کیوں ہوتا ہے..... رَبِّ كُلِّ شَيْءٍ حَادِمٌ رَبِّ فَاحْفَظْنِيْ وَانصُرْنِيْ وَارْحَمْنِيْ كِي دَعَا اور اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ۔ کی دعا پڑھیں اور رَبَّنَا اِنْتَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةٌ وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ کی دعا پڑھنی چاہئے۔ اگر یہ واقعہ میں ہماری نااہلی اور کمزوری کی وجہ سے ہوا ہے تو استغفار بھی بہت زیادہ پڑھنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی ہمیں اپنی ذمہ داریاں صحیح رنگ میں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کمزوریوں کو دور فرمائے۔ اور اگر یہ آزمائش ہے تو اللہ تعالیٰ ہمیں اس میں سے بھی کامیابی سے گزارے اور اپنے انعامات پہلے سے بڑھ کر عطا فرمائے اور ان صابریں میں ہمارا شمار فرمائے جن کو خوشخبریاں عطا فرماتا ہے اور پہلے سے بڑھ کر ہم ترقیات دیکھیں۔“

(خطبہ جمعہ 2 اکتوبر 2015ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان نصائح پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

(بتعاون: زاہد محمود)

